



THE HAQ CHAR YAAR WEBSITE
IS DEDICATED IN THE NAME OF
THE COMPANIONS [R.A]

OF

PROPHET [PEACE BE UPON HIM].

WE ARE REVEALING THE TRUTH AND
FACTS ABOUT THE ANTI SAHABAH [R.A]
PROPAGANDA OF
THE NON MUSLIM ORGANIZATIONS.

WWW.KR-HCY.COM

سائنس و اسلام

تحقیق
شبائرت

تحقیق
شب معراج

رجب کے
روز و گانا

کونڈوں
کی
حقیقت

ضعیف حدیث
پر عمل کرنے
تین مفائد

نصف شعبان
میں ایصال
توابع

شبِ اوت
میں شیعہ کی
خجائش

فقید العصر مفتی اعظم حضرت آقا محمد رفیع الدین صاحب دارالافتاء



سَاتِ مَسَائِل

شبِ عراق، شبِ عراق اور وجبِ شعبان کی دوسری بدعات

تقریباً

تالیف

فقیہ الفہم مفتی محمد رفیع صاحب مدظلہ العالی

ناشر

الرشید

سات مسائل

نظر ثانی

۱۳۱۳ھ

کونڈوں کی حقیقت

رجب کے روزہ کا حکم

تحقیق شبِ معراج

تحقیق شبِ برات

شبِ برات میں شیعر کی خیانت

نصف شعبان میں ایصالِ ثواب

ضعیف حدیث پر عمل کرنے میں مفاسد

تمیزِ مصلح

۱۳۲۳ھ

نظر ثانی

①



کونڈوں کی حقیقت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ۲۲ رجب کو کونڈے کرنے کی رسم کا کیا حکم ہے؟ اور مشرعت میں اس کی کیا اصل ہے؟ بیٹھوانو جزوا

الجواب: بأسر ماہمہ الصواب

کونڈوں کی مروج رسم دشمنانِ ہمایہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر اظہارِ مسرت کے لئے ایجاد کی ہے۔ ۲۲ رجب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وفات ہے (طبری، استیعاب)۔ ۲۲ رجب کو حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ اس میں ان کی ولادت ہوئی نہ وفات، حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت ۸ رمضان سن ۳۰ ہجری یا سن ۳۱ ہجری کی ہے اور وفات شوال سن ۳۵ ہجری میں ہوئی۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس رسم کو بعض پردہ پوشی کے لئے حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ورنہ درحقیقت یہ تقریب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی شیعہ مسلمانوں سے مغلوب و خائف تھے اس لئے یہ اہتمام کیا گیا کہ شیرینی ملائیہ تقسیم نہ کی جائے تاکہ راز فاش نہ ہو، دشمنانِ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموشی کے ساتھ ایک کونڈے

دوسرے کے ہاں جا کر اسی جگہ یہ شیرینی کھا لیں جہاں اس کو رکھا گیا ہے اور اس طرح اپنی خوشی و مسرت ایک دوسرے پر ظاہر کریں، جب اسکا چرچا ہوا تو اسکو حضرت جعفر صادق کی طرف منسوب کر کے یہ تہمت ان پر لگائی کہ انہوں نے خود اس تباہ کو اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے، حالانکہ یہ سب منکرو ت بے ساروں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم نہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی حقیقت سے آگاہ کر کے اس سے بچانے کی کوشش کریں۔

شیعہ اپنے اور بھی بہت سے عقائد اور خرافات تقیہ اور کمروفسیہ کے ذریعہ مسلمانوں میں پھیلا چکے ہیں جن میں سے صرف چند مثالیں رسالہ "سکرات محرم" میں درج ہیں۔ واللہ الہادی الی سبیل الرشاد،

۴۔ وجہ ۵: عیسیٰ



(مختصر جامع)

رجب کے روزہ کا حکم

سوال ۱ : ۲۷ رجب کا روزہ جو عوام میں مشہور ہے اس کا شریعت میں کوئی ثبوت ہے یا نہیں ؟ بیتناوابالتخصیص جو کوالمولک الجلیلک ۔

الجواب : یا سم ملہم الصواب

۲۷ رجب کے روزہ کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ احادیث ذیل میں اس سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے ۔

① عن زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم رجب قال یحب من شاء من شعبان (معنی ایام شیبہ سے ۱۱)

② عن خروشد بن الحارث قال رأیت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یضرب اکف الناس فی رجب حتی یضربوا فی الجذات ویقولون کلوا فانہا صرٹھا کانی یعظمہ اهل الجاہلیۃ (حوالہ بالا)

③ کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما الخارأی الناس وینا بعد رجب رجب کرم ذلک (حوالہ بالا)

④ علی بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لا یحکون اتفینیا ولا تخفیا ولا رجبیا (حوالہ بالا)

⑤ عن خروشد بن الحارث قال رأیت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یضرب اکف الرجال فی صوم رجب حتی یضربوا فی الطعائر لیقولوا یحب وینا رجبنا نما رجب شھر کانت اعظم الجاہلیۃ فلما اجاء الاسلام ترک (کنز العمال ص ۹۳۴)

⑥ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہا ذکرت لہا انہا تصور رجب تعالیٰ عنہ کنت صائمۃ شھر الاحالۃ فعلیک بشعبان فان فیہ الفضل (حوالہ بالا)

(۷) عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما انه النبي صلى الله عليه وسلم
 نهي عن صيام رجب راجي نكحة من (۱۲۵)
 قال الشوكاني فيه ضعيفان زيد بن عبد الحميد واؤد بن
 عطاء (زيل الاوطار من ۷۴۳ ج ۲)

قلت ينبغي العمل بالضعيف للحد من المحذور لا سيما اذا
 وافق الحد في الصحيح وتأييداً بأثر العمدة رضي الله تعالى عنهم
 كتب "الموضوعات" میں اس بات کی عبادت، اس ان کے رد واثبات
 اس میں بحث کی سب روایات کو غیر حق قرار دیا گیا ہے۔

حکي ابن السبكي عن محمد بن منصور السمعاني انه قال لا يروى
 في استحقاق صوم رجب عن الخلفاء من سنة ثابتة والاخبار ضعيفة
 روى فيها داهية لا يفرج بها حال (زيل الخطار من ۳۲۷ ج ۳)

وقال المحافظ محمد الله تعالى في "تبيين العجب بما ورد في فضل
 رجب" بعد انكاره على الروايات الباطلة في فضل رجب (وروي)
 في "جزء ابن معاذ" الشافعي المروزي وفي "قصائد رجب لعبد العزيز
 الكندي من طريقه" عن ابن شوقية عن مطر النوري عن عنده
 ابن حوشب عن ابن هريجة رضي الله تعالى عنه قال من صام يوم
 سبعم وعشرين من رجب كتب الله له صيام ستين شهراً وهو اليوم
 الذي هبط فيه جبريل عليه السلام بالرسالة (وهذا) موقع من
 حنيف الاسناد وهو مثله ما ورد في هذا المعنى (تبيين العجب)
 امام غزالي رحمه الله تعالى نے اسی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کو احیاء العلوم میں مرفوعاً ذکر فرمایا ہے، امداد الفتاویٰ میں ایک سوال
 میں امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دوسری تصنیف "مکاشفة القلوب"
 سے بھی یہی روایت مرفوعاً نقل کی گئی ہے۔

روایت "احیاء" کے ذیل میں عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :
 حدثني ابی ہریرة رضي الله تعالى عنه من صام يوم سبعم وعشرين
 من رجب كتب الله له صيام ستين شهراً وهو اليوم الذي هبط
 به جبريل عليه السلام

فیہ جابر بن عبد اللہ السلاوی عنی صحیحہ علیہ وسلم ورواہ
ابو موسیٰ المدنی فی کتابہ "فضائل النبی والایام" من قطبہ شہ
ابن حوشب عنہ (اسعیل العلوم ص ۱۳۳۶)

اس روایت کی سند کی تحقیق کے لئے ابو موسیٰ المدنی کی کتاب مذکورہ
کی جستجو کی گئی مگر کوشش کے باوجود دستیاب نہ ہوئی، بظاہر یہ روایت
وہی ہے جس کے بارے میں حافظ محمد رشید علی کا فیصلہ اوپر دیں تحریر کیا جا چکا ہے :
"یہ موقوف ہے، ضعیف ہے، اس سلسلہ میں کسی اور روایت میں
اس جتنی صلاحیت بھی نہیں ہے۔"

اگر کوئی دوسری سند فرض کر لی جائے تو بھی اس میں شہر بن حوشب
تو ہے ہی جو ضعیف ہے۔ اس کے بارے میں ضعیف نے کے علاوہ منکر
مقاطع لا یجوز بحدیث ولایت بن بہ جیسے الفاظ بھی کہے گئے ہیں
(تہذیب التہذیب ص ۱۳۶)

علاوہ ازیں یہ روایت وجہ قری کی بنا پر بھی قابل قبول نہیں :
① مستدرج بالا احادیث مرفوعہ و آثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے
خلاف ہے۔

② معادل ہے، اس لئے کہ اس میں اس دن کو مبداء و محیی بتایا
گیا ہے جو بالاتفاق غلط ہے۔

③ عوام اس روزہ کی فضیلت معراج کی وجہ سے سمجھتے ہیں مگر
اس کا شب معراج ہونا مختلف فیہ ہے، اقوال مختلفہ میں سے کسی کے
لئے کوئی وجہ ترجیح نہیں۔ اسکی تفصیل سنائے "تحقیق شب معراج"
میں ہے۔

④ مذہب شیعہ میں ابتداء و محیی اور معراج کی تاریخ ۱۲ رجب ہے
جیسا کہ ان کی کتاب "تختہ العوام" میں تحریر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ یہ روایت کسی شیعہ نے وضع کی ہے۔

حاصل یہ کہ اس دن کا روزہ بدعت اور ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
الرفی قعدہ مستطیر



مَنْ أَحَدَكَ فِي الْأَثَرِ لَهَذَا مَا لَيْسَ بِهِ قَلْبُورٌ (وَمَنْ لَمْ يَلِدْ) (وَمَنْ لَمْ يَلِدْ)
جو پہلے اس دین میں کوئی نئی دعت نکالے گا جو اس میں نہیں رہے وہ مردود ہے



شرب معراج کو یقینی طور پر ۲۷ رجب قرار دینا جہاں تک
اس بات میں عبادت کو زیادہ ثواب سمجھنا بدعت ہے

۲۷ رجب کو

عبادت کی رات سمجھا، جمالت و بدعات کا مجموعہ

بدعت کیا ہے؟

بدعت: اللہ تعالیٰ کی حکومت کے مقابلہ
میں اپنی متنازیر حکومت قائم کرنا ہے۔

بدعت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے علم سے اپنے علم کو زیادہ قرار دینا ہے۔

بدعت: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ
تعالیٰ عنہم پر دین سے بجا عثمائی اور فکر
آخست سے غفلت کا الزام ہے۔



تحقیق شرب معراج

سوال : شرب معراج ۲۷ رجب میں عبادت کا مستوی طریقہ کیا ہے ؟ مفصل تحریر فرما کر مستون فرمائیں ، بیک وقت جواب دے۔

الجواب باسمہ و بھم القواب

شرب معراج کے بارے میں چند غلط نظریات بہت عام ہو چکے ہیں جنکی تفصیل درج ذیل ہے :

① ۲۷ رجب کو یقینی طور پر شرب معراج قرار دینا۔

② شرب معراج کو عبادت کی رات سمجھنا۔

③ عبادت کے لئے مخصوص اقسام کی تعبیر۔

نظریہ اولیٰ کو نزدیک :

۲۷ رجب کو یقینی طور پر شرب معراج قرار دینا سراسر غلط ہے ، اس میں کئی اقسام

کے بہت اختلافات ہیں ، صرف تاریخ ہی میں نہیں بلکہ مہدا ہیں ، سال ہیں ، پہینے ہیں ، تاریخ ہیں ، دن میں ، ہر ایک میں کئی کئی اقوال ہیں ۔

صہل ا

اس میں پانچ اقوال ہیں :

① بیتہ علی الشرطیہ و علم

② بیت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

③ حطیم

④ قرعہ بجر اسود

⑤ بین المقام و ذرزم

سالہ اور اسو کے اجستار :

اس میں تقریباً چھتیس اقوال ہیں :

- ① قبل البعثة ④ بعد البعثة ایک سال چھ ماہ = رمضان
- ② سترہ نبوی ⑤ بعد البعثة پانچ سال = ربیع الاول
- ③ سترہ نبوی ⑥ بعد البعثة دس سال = ربیع الاول
- ④ بعد البعثة دس سال تین ماہ = جمادی الآخرہ ⑦ سترہ نبوی
- ⑧ قبل الهجرة چھ ماہ = رمضان
- ⑨ قبل الهجرة آٹھ ماہ = رجب
- ⑩ قبل الهجرة ایک سال = ربیع الاول
- ⑪ قبل الهجرة ایک سال دو ماہ = محرم
- ⑫ قبل الهجرة ایک سال تین ماہ = ذی الحجہ
- ⑬ قبل الهجرة ایک سال چار ماہ = ذی قعدہ
- ⑭ قبل الهجرة ایک سال پانچ ماہ = شوال
- ⑮ قبل الهجرة ایک سال چھ ماہ = رمضان
- ⑯ قبل الهجرة تین سال = ربیع الاول
- ⑰ قبل الهجرة پانچ سال = ربیع الاول

بعثت میں دو قول ہیں، ربیع الاول اور رمضان، ہجرت میں بھی دو قول ہیں، بعثت سے دس سال بعد اور تیرہ سال بعد اس طرح عدد مذکور تقریباً دو گنا ہو جائے گا، نمبر ۱ میں نمبر ۱۷ اور نمبر ۱۸ میں نمبر ۱۹ تا نمبر ۲۷ داخل ہیں، ملاحظہ انہیں متعلیٰ ہی بنا کر شمار کیا ہے۔

۱۱۱۱ :

اس میں آٹھ اقوال ہیں :

محرم ، ربیع الاول ، ربیع الآخر ، رجب ، رمضان ، شوال ، ذی قعدہ ، ذی الحجہ ۔
ان میں سے بعض ایسے اقوال کی کتب سیرت میں تصریح ہے اور بعض سالوں کی مذکورہ نہریت سے التزاماً ثابت ہوتے ہیں ۔

تاریخ ۱

اس میں نو سے زیادہ اقوال ہیں :

تحقیق شب معراج ————— ۱۲

والی ان تقوم الساعة فیها شیء) لکن اذا لم یصح من اول الزمان ثم ان لا یصح
فی یقین۔ لعدم امکان تجدید واحد عذرۃ بطام عین ذلک بعد الزمن الطویل
وهذا لا یشکل علیہ ما قبل انہ کان علیہ سبع عشرۃ اوسبع وعشرون خلعت من
شعبہ یوم الاحد اوسبع وعشرین من رمضان او من رجب الزکرا و من رجب و
اختیر و علیہ العلم ان ابن النقاش لم یقف الخلاف فیہا من اصلہ وانما لقی
تحدیدین لیلۃ یخصمہا للاحد او لآخرہا حکم (و من قال فیہا شیئاً فانما قال من کلبہ)
ای من عند نفسه و لیس استناد النعمان یحکم علیہ (و لوحظ ظاہرہا انہا کتب بہ)
جزء بحدود لیلۃ (۱) ای حد ۱۴۱۰ شیء و فیہا (تصادمت الاقوال فیہا و تباہنت و لم
یثبت الامر فیہا علی شیء و لو تعلق بها نفع للامة و لو ذکرت ای شیئاً فلیجد الالبینہ
لہم نبیہم صلی اللہ علیہ وسلم) لانہما حقین علی تفصہم (المتن) حکلاہ
ابن امامۃ (نقداتی علی المواہب ص ۶۳۹)

کتنے وثوق و اعتماد کے ساتھ پوری دنیا کو تحدید کر رہے ہیں کہ اس بارے
میں تاقیامت کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی پیش نہیں کر سکتا۔

۲۷ رجب کی شہرت شیعیت کا اثر ہے، مذہب شیعہ میں ابتداء و وحی و اسرار کی
تاریخ ۲۷ رجب ہے۔ جیسا کہ ان کی مشہور کتاب "تحفۃ العوام" میں تحریر ہے۔

شیعہ قوم نے تبلیس اور عیاری و مکاری میں خصوصاً مہارت کے ساتھ اپنے
بہت سے عقائد و نظریات مسلمانوں کے دل و دماغ میں انتہائی چابکدستی سے اس طرح
آمار لیجے ہیں کہ کسی کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا، انکی فریب کاریوں کی فہرست بہت
طویل ہے جن میں سے بعض کا بیان میرے رسالہ "منکرات محرم" میں ہے۔

نظر یہ ثانیہ کی طرف پڑا

عبادت کے لئے اس رات کی تخصیص کا کوئی ثبوت نہیں، لہذا اس کو خاص طور
پر عبادت کی رات سمجھنا بدعت ہے۔

اگر دوسری مبارک راتوں کی طرح اس رات میں بھی عبادت کی کوئی فضیلت
ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمائے اور امت کو اسکی ترغیب دیتے۔
ادھر مواہب لذنیہ اور شرح نقداتی سے ابوامامہ بن النقاش، علامہ قسطلانی اور

علامہ زر قالی رحمہم اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اور حلیج نقل کیا جا چکا ہے کہ رتی دنیا تک
(بسی کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی نہیں مل سکتی)۔

وقال العلامة الألبانی رحمہ اللہ تعالیٰ بعد نقلہ الاقوال المختلفة والأدوار
المضطربة فی تعیین ليلة الإسراء وهو على ما نقله السفريني عن الجوهري وأفضل
الليالي حتى ليلة القدر (روای قولہ) لعدم إخراج التعبد فيها والتعبد في ليلة
القدر ومشتروع الى يوم القيامة (روح المعاني من ج ۱۵)

قال الامام العراقي رحمہ اللہ تعالیٰ وليلة سبع وعشرين من ليلة
المعراج وفيها صلاة مأثورة فقد قال صلى الله عليه وسلم للعالم في هذه الليلة
حسنة مائة سنة فمن صلى في هذه الليلة اثنتي عشرة ركعة وقراءة في كل ركعة
فاتحة الكتاب وسورة من القرآن ويشتهد في كل ركعتين ويسلم في آخرهن ثم
يقول سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اعلم مائة مرة ثم
يستغفر الله مائة مرة ويصل على النبي صلى الله عليه وسلم مائة مرة ويقرأ
لنفسه بما شاء من امر دنياه وآخرته ويصبر صائماً فان الله يستجيب
دعائه كلما الا ان يدعو في معصية۔

قال العلامة العراقي رحمہ اللہ تعالیٰ "تحدث في الصلاة المأثورة في
ليلة السابع والعشرين من رجب" ذكر ابو موسى المديني في كتابه فضائل
الليالي والايام "ان ابا محمد الجاهلي روى عن طريق الحاكم في حيد الله من
رواية محمد بن الفضل عن ابي جابر عن ابي الحسن رضي الله تعالى عنه مرفوعاً، ومحمد
بن الفضل وابان ضعيفان جداً والحدوث منكروا حيد العلم مائة (۱۳۲)

نظريہ ثالثہ کو تردید ۱

جب یہ ثابت ہو گیا کہ شب معراج میں کوئی عبادت مشروع نہیں اور اسکو عبادت
کی رات سمجھنا بدعت ہے تو اس میں عبادت کا کوئی خاص طریقہ متعین کرنا اور اسے
مسنون سمجھنا بطریق اولیٰ بدعت شیعہ اور بدعت سخت گناہ ہے،





ایک نہایت اہم سوال

اولیٰ بیتہ زبردست اشکال

○ شبِ معراج کی تعین میں تقریباً پچیس اقوال ہیں۔

○ اس قدر اہم اور ایسی مبارک رات کے بارے میں اتنا شدید اختلاف کیوں؟

○ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک رات کی تفصیل تو بیان فرمائی

مگر اس کی تعین سے بکلی سکوت کیوں اختیار فرمایا؟

○ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس شب کو تلاش کرنے کی کوئی

کوشش کیوں نہیں فرمائی؟ اس قدر بجا اعتنائی کہ کسی ایک صحابی نے بھی اس بارے

میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں پوچھا۔

○ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدت محبت

کی وجہ سے آپ کے وہ حالات بلکہ خود خال تک بھی بہت غور سے دیکھتے تھے جن سے کوئی

حکم شرع متعلق نہیں، غلبہ شوق سے ایک دوسرے سے پوچھتے بناتے اور باہم مذاکرہ

کر کے لطف اندوز ہوتے، اس عشق و محبت کے باوجود انہوں نے شبِ معراج سے

اس قدر بجا اعتنائی کیوں برتی؟

جواب : اس کا جواب پوری دنیا سوچنے بیٹھنے اور قیامت تک سوچتی رہے

تو بھی اسکے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات میں نہ تو

کسی خاص عبادت کا حکم فرمایا ہے اور نہ ہی اس میں عام عبادات کی کوئی فضیلت اور

دوسری باتوں کی نسبت اجر و ثواب میں کوئی فریادگی بیان فرمائی ہے، اس لئے حضرات

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کی تعین کی طرف توجہ کو بے سود اور لغو محبت قرار دیا۔

اس جواب کے بعد بھی یہ اشکال پرمشعل باقی ہے کہ اگرچہ اس سے کوئی حکم شرع

وابستہ نہیں تاہم بقصد نئے محبت ہی اس طرف توجہ کی جاتی، جب حضور اکرم صلی اللہ

حلیہ وسلم کے عدد و خصال اور نقش و نگار کو بھی محض بوقت قضا نے محبت ضبط کرنے کا اہتمام کیا گیا تو آخر اس شب سے استقدر ہے اعتنائی کی کیا وجہ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس شب میں خرافات و بدعات کی بھڑکار کا شدید خطرہ تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مستویاب کی غرض سے اس کو مبہم رکھنا ہی ضروری سمجھا۔

دین اسلام کی اور بالخصوص اس مبارک ملت کی خرافات و بدعات سے حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمودہ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قلوب میں اتارا کردہ اس تدبیر کو بعد کے ”ما شفقان رسول“ نے قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا، صراطِ مستقیم سے کھٹا انحراف کر کے ۲۷ وجہ کی قیدیں بھی خود ہی گھر بیٹھے کر لی پھر اسکو عبادت کی رات قرار دینے اور اس میں طرح طرح کی عبادات خود ایجاد کر لے کر بدعات بنیں۔ (واللہ اعلم بالصواب من اموالہ) منہ الاحوال منہ فی القرآن۔

۸ شعبان ۱۲۱۰ھ ہجری



الْبُحْرَانُ الْكَبِيرُ فِي تَفْهِيمِ الْإِسْلَامِ

مَجْلَدُ الْفَتْوَى وَالتَّجَوُّبَاتِ

۱۰۰۰ میں نے شہادے سے پہلے دین کو کامل کر لیا اور تم پر اپنا انعام

تمام کر دیا اور دین اسلام کو تم سے لئے پسند کر لیا۔

وَلَمْ يَخْلُكْ لَكُمْ فِي آيَاتِهِ ظِلًّا أَمَّا الْكُشْعُ وَمَا فَتَوَكَّرَ كَقَدْرٍ (متفق علیہ)

مجموعہ صحاح دین پر کوئی نئی بدعت نکالے گا جو اس میں نہیں وہ مردود ہے۔

فَلَمْ يَخْلُكْ لَكُمْ فِي آيَاتِهِ ظِلًّا أَمَّا الْكُشْعُ وَمَا فَتَوَكَّرَ كَقَدْرٍ (متفق علیہ)

ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی جہنم میں لے جاتے والی ہے۔

لَمْ يَخْلُكْ لَكُمْ فِي آيَاتِهِ ظِلًّا أَمَّا الْكُشْعُ وَمَا فَتَوَكَّرَ كَقَدْرٍ

وَلَمْ يَخْلُكْ لَكُمْ فِي آيَاتِهِ ظِلًّا أَمَّا الْكُشْعُ وَمَا فَتَوَكَّرَ كَقَدْرٍ

مہم اللہ کو رہبان کراد اسلام کو دین ان گرا اور حضرت محمد صلی اللہ

علیہ السلام کو نبی مان کر راضی دیا۔

زہد و ورع کو بخش و صدق و صفا

وہی کن میفرمائی کہ مصطفیٰ ہو

زہد و تقویٰ اور صدق و صفا میں خوب کو بخش کر لیکن حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر زیادتی ہرگز نہ کر۔

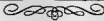




تحقیق

شبِ برات

نصف شعبان کے فضائل و احکام میں معتدل کلام



دنیا و آخرت میں راحت و سکون کا نسخہ

قرآن و حدیث اور عقل سلیم کا فیصلہ ہے کہ دنیا و آخرت کی ہر مصیبت و پریشانی سے حفاظت اور راحت و سکون کا واحد ذریعہ بہرین یہ ہے :

”اللہ تعالیٰ کی سب نافرمانیوں سے توبہ کر کے پوری زندگی اسلام کے مطابق بنائی جائے۔“

جن روایات میں اوقات مبارکہ میں عبادت و بعض خاص اُرداد پر مصائب و دشواریوں سے نجات کی بشارت ہے ان کا مطلب یہ ہے :

① اس نیت سے نفل نازیا اوراد پڑھے کہ ان کی برکت سے سب گناہ چھوڑنے اور پوری زندگی شریعت کے مطابق بنانے کی ہمت پیدا ہو جائے۔

② ہر قسم کے گناہوں سے خوب ندامت سے استغفار کرے۔

③ مکمل دیندار بننے کے لئے پوری کوشش بھی کرتا ہے۔

④ دُعا کا بھی دائمی معمول بنائے۔

⑤ شرائط کے ساتھ نفل نازیا اوراد پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے گناہوں کا چھوڑنا اور پوری زندگی شریعت کے مطابق بنانے آسان ہو جائے گا تو ہر مصیبت سے نجات ملے گی۔

گناہوں سے بچنے، پانے کی فکر اور کوشش کے بغیر محض اوراد و وظائف سے سکون مل چلنے کا خیال بالکل غلط اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح فیصلوں کے خلاف ہے۔



تحقیق شہد برات

سوال ۱: شیخ عبد العزیز بن باز کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ چند ہیں شعبان کی کوئی فضیلت کسی حدیث سے ثابت نہیں، اپنی شام کی محرقہ بدعت ہے، جبکہ یہاں کے علماء ان کے نفاذ میں کوئی احادیث بیان کرتے ہیں، اس کی حقیقت تحریر فرمائیں، بقولہ تعالیٰ:

الْحِجَابُ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَابِ

میں نے ۱۲ محرم ۱۴۱۲ھ میں اس کا منتقل جواب بنام مغلط شعبان لکھا تھا جو میرے رسالہ سات مسائل میں شائع ہوا تو اس کے بعض مباحث پر بعض علماء نے اشکال اٹھایا کیا، اس لئے اس پر نظر ثانی کی گئی جس کا ماحصل یہ ہے:

- ① اس بات کا نام شہد برات و کسی روایت سے ثابت نہیں۔
- ② اس میں نزول قرآن اور تقدیر کے فیصلے ہونے کے خیالات بعض قرآن کے خلاف ہیں اس باوجود میں کوئی روایت بھی ایسی قوی نہیں کہ اس کا قرآن سے تقاضا رفع کرنے کے لئے مختلف پیر ویا و تارات بعد تلاش کرنے پر محنت کی جائے (تفسیر ابن کثیر ص ۱۳۷-۱۳۸)
- ③ اس میں اسوات کو ایصال، ثواب کی رسم بدعت ہے، پیشینگی زیور اور اصلاح الحرام میں اس کی منفیت تحریر ہے مگر حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے اسناد افتادہ میں اس سے رجوع کا اعلان فرمایا ہے، حضرت حکیم الامت قدس سرہ کی تحریر آگے آرہی ہے۔
- ④ قبرستان جا کر اسوات کے لئے دعا و مغفرت میں اختلاف ہے جسکی تفصیل املا و الفتاویٰ میں ہے، شیعہ بدعتات و منکرات اور غلط فہم کے اس ذکر میں بالاتفاق منوع ہے۔
- ⑤ طویل بحث کے بعد اکابر علماء و مجتہدین اللہ کے آخری فیصلہ کی تحریر آگے آرہی ہے۔
- ⑥ اس دن کا روزہ کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں، فقہ کی کسی کتاب میں بھی کسی کا

کوئی ذکر نہیں، اس لئے اس کو سنت یا مستحب سمجھنا جائز نہیں،

⑥ اس رات کی فضیلت میں اختلاف کم، ایک جماعت میں بھی قسم کی فضیلت کی ستر چھ کی فضیلت کتب میں ہے :

① احکام القرآن لابن العربي ص ۱۶۷ ج ۲

② الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ص ۱۳۷ ج ۲۹

③ لطائف العارف لابن رجب ص ۱۳۳

④ الحوادث والمہذبات للطرطوش ص ۱۳۰

⑤ تذکرۃ الموضوعات للبیتنی ص ۳۵ ⑥ انصار الموطا لمستقیم لابن تیمیہ ص ۱۷۷

ان کتب کی عبارات آگے آرہی ہیں۔

جمہور انفراداً عبادت مطاہرہ کی فضیلت کے قائل ہیں۔

اس پر پوری اہمیت کا اجماع ہے کہ اس رات میں کسی قسم کی عبادت کی نصیحت و کس میں

مختلف اقسام کی تعظیبات واجبہات وغیرہ سب فراقات وجہات ہیں، اس بارے میں جتنی

بھی روایات ہیں سب موقوفہ ہیں۔

⑤ بحث و مذاقہ بعض علماء کی تحریرات سے اعتقاداً نقل کی گئی تھی، ان علماء پر اعتماد

کے علاوہ حوالہ جات کے مراجعہ سے تصدیق بھی کر لی، مزید تحقیق و تنقیح کی ضرورت نہ کہیں، بعد میں

معلوم ہو گا کہ بحث نامکمل ہے، اس پر اعتماد نہ کیا جائے، بعض دوسری کتابوں میں بعض روایات کی

تعدیل بھی منقول ہے جس کے مقابلہ میں روایات جرح بخروج ہیں۔

مذکورہ بالا نمبروں کی پرتزیب تفصیل :

② قال الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ :

ومن ذلک انما لیلۃ النصف من شعبان کی روایں عن عکرمۃ فقد اجمعوا فی وجوب فای

فصل القرآن انما فی نصف من شعبان والحدیث الذی رواہ عبد اللہ بن عمر رحمہما عن النبی صلی

علیہ وسلم عن الزہری عن حماد بن عمار عن محمد بن المنذر عن الاقرضی قال قال النبی صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم قال تقطع الوجع من شعبان لی شعبان حتی ان الروح لیبتکم وی

یوالیہ رقدہ اخر ۳۱ ص ۱۰۱ فی الموقر فہو حدیث مرسلہ و فی الامالیح فی بہ النقص

(تفسیر ابن کثیر ص ۱۳۷ ج ۲)

”اور میں نے کہا کہ یہ نصف شعبان کی رات ہے، یہی کہ مکررہ سے روایت کی جاتی ہے اس نے یقیناً بالکل بے محل بات کہی ہے، اس لئے کہ بلاشبہ نص قرآن ہے کہ یہ شب یقیناً رمضان میں ہے اور وہ حدیث میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے :

”ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک کے فیصلہ ہوتے ہیں، حجتی کہ ایک شخص نکاح کرتا ہے اور اس کے پانچ بچے بھی پیدا ہو جاتا ہے حالانکہ اس کا نام اسوات میں لکھا ہوتا ہے۔“

یہ حدیث مسلّم ہے، اس قسم کی روایات سے مخصوص قرآن کا تعارض نہیں کیا جاسکتا؟

فیصلہ اکابر علماء دیوبند

(۳۳)



الفاظ حدیث اندر تحقیق سراج سے اس قدر ضرور نکلا ہے کہ کثرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس رات میں یقیناً تشریف لیجانا اور دعا فرمنا بعض خصوصیات کی وجہ سے ممکن نہیں ہے۔ اسوات مسلمانوں کو بھی عموم رحمت و دعا کے مغفرت میں شامل فرماتا تھا، اور اگرچہ یہ خیر ہے اور دعا و دعاوت ستر و جوتب میں اس خاص رات کا خروج اور دعا و دلیل استحباب دعا و الاموات فی لیلة البراءۃ ہے، کیونکہ جیسا اس شب میں نازل رحمت خصوصیت کے ساتھ ہے جیسا کہ وارد ہوا :

یا مَنَّا فَبِأَنَّ غُورِهِ الْفَضْلُ، الرَّحْمَةُ

اس طرح آپ کا خروج بھی دیگر لیلی کے خروج سے ممتاز و خاص تھا، بہر حال اس قدر حدیث سے ضرور ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے میں تشریف لیجائے اور دعا میں مشغول ہونے کی یہ وجہ فرمائی :

اِنَّ لَّيْلَةَ تَعَالَى يَنْزِلُ لَيْلَةَ الْفَضْلِ مِنْ شَعْبَانَ، الرَّحْمَةُ

پسوج اس رات میں خروج اللہ تعالیٰ کا دعا و دعا و دعا کے بھی مددگار کا مدلول ہوا، لیکن یہ ضرور ہے کہ اس کا التزام اور اس پر اصرار نہیں ہے، اور جو غریب یا اس پر تفریح میں تحقیق شب رات

وہ ظاہر ہیں، وہیں ان عبادِ حق کی وجہ سے منع کرنا بھی احوط ہے۔

روزِ صدقہ و خیرات کے لئے یہ رات چہ بکرہ ایک وقتِ شیرک و مقبول ہے، اس لئے کچھ مضائقہ اس میں نہ تھا، مگر عوام کے ذمہ قصین و تنقیص کی وجہ سے اس خصوصیت کو اٹھایا جاوے گا۔

حاصل یہ ہے کہ حکم صدقہ و خیرات کا اطلاق ہے، جمیع اوقات اس کے محل ہیں خصوصاً اوقاتِ ازمنہ شیرک، مقبول میں زیادہ تر امید قبولیت ہے، لیکن دوسرے وجہ سے اس خصوصیت کو منع کیا جاوے گا، دُعا راسوات جو اس رات میں ثابت ہے اس پر قیاس کر کے خصوصیت صدقہ و خیرات ثابت کرنا ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔

سلاطینِ قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس حدیث کی شرح میں ارقام فرمایا ہے اس کا نقل کر دینا مناسب ہے:

(فَقَالَ لَنْ يَنْفَعَكَ هَذَا) اِیْ مِنْ الصِّفَاتِ الْجَلَالَةِ الْمَعْرُوفَةِ الْجَمْعُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى تَطَهَّرْ فِي هَذِهِ السَّجْدَةِ اَوْ قَدْ وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ سَبَقَتْ رَدِّقْ عَلَى خُضْبِي وَفِي رَدِّقْ تَطَهَّرْ (لِقَوْلِهِ تَعَالَى مَنْ شَعِبَانِ) وَفِي لِقَوْلِهِ الْاَبْرَارُ وَلَعَلَّ وَجْهَ تَعَصُّبِهَا لِقَوْلِهِ تَعَالَى مَبَارَكَةٌ تَطَهَّرْ بِغُفْرَانِ تَطَهَّرْ بِغُفْرَانِ وَبِذَلِكَ خَطْبِي حَقْلُومَ مَبَارَكَةٌ فِي السَّجْدَةِ كَلِمَةً مِنَ الْاَوْحَادِ وَالْاَمَّا لِقَوْلُهُ تَعَالَى مَنْ يَكْتَسِبُ الْحَنَاءَ فَيُغْفَرُ لَهُ سَائِرُ الذَّنْبِ اِیْ فَاَصْدَقُ الْمَقَامِ السَّجْدَةُ الْقَرِيبَةُ مِنْ اَهْلِ الْاَنْبِيَاءِ الْمُتَلَوِّثِينَ بِالْمَعْصِيَةِ الْمُحْتَمِلِينَ اِلَى اَنْزَالِ الْمَوْجَعَةِ عَلَى صَدْرِهِ اِلَى الْمَنْظَرَةِ وَظَاهِرُ الْاَحْدَیْثِ اَنْ هَذَا الْاَنْزَالُ الْمَكْنُونُ بِدَعْوِ التَّجَلُّوْلِ اِلْخَطْمِ وَنَزُولِ الرَّجْمَةِ الْكَلْبِيَّةِ وَالْمَنْظَرَةُ الْعَالَمِيَّةُ لِاحْسَانِ اَهْلِ الْبَقِيَّةِ بِحَرِّ هَذِهِ السَّجْدَةِ فَقَدْ تَرَى بِذَلِكَ عَمَلٌ سَائِرُ الْاَنْبِيَاءِ اِذَا نَزَلَ الْوَلَدُ فِيهَا خَاصٌّ بِثَلَاثِ الْبَلَدِ (فَيُغْفَرُ لَهُ كَثَرُ مِنْ عَمَلٍ وَشَعْرَتُهُمْ كَلْبِيَّةٌ) اِیْ قَوْلُهُ بَنُو كَلْبٍ وَتَحَدُّهُمْ لَا تَحْمِلُ اَكْثَرُ غَنَمٍ مِنْ سَائِرِ الْعَرَبِ، نَقْلُ الْاَبْهَرِ عَنْ عَمَلِ الْاَنْبِيَاءِ اِذَا نَزَلَ الْوَلَدُ فِيهَا اِنْ اَكْثَرُ عَمَلٍ دَالٌّ نَوْبًا لِلْغُفْرَانِ لِامْرَادِ صَحَابَتِهَا وَهَكَذَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ، اَمَّا اِلْخَطْمُ الْاَنْزَالِ فَيُغْفَرُ لِحَقْلُومِ خَلْقِهِ فَاَلْمُرَادُ اَصْحَابُهَا، وَالْحَقْلُومُ اِنَّ هَذَا الْوَقْتُ زَمَانُ التَّجَلُّوْلِ اِلَى الرَّجْمَةِ وَالتَّغْلِيظِ اِلَى الصَّحَابَةِ وَالتَّغْلِيظِ اِلَى السَّحَابَةِ الشَّامِلَةِ الْعَامِ وَالْخَاصِّ وَانْ كَانَ الْخَطْمُ الْاَنْزَالُ لِرَبَابِ الْاَخْتِصَاصِ قَالِمًا مَسْبُوبِ الْاَحْتِیَاقِ مِنْ نَزْمِ الْغُفْرَانِ وَالتَّغْلِيظِ

نفسانیت الوحیہ و انما رئیس المستعصرین و انیس المسفرحین و شفیق المذنبین
بلکہ درجۃ الخائضین خصوصاً احوال المسفرحین من الانصار و الدعاویین فلا یلیق من
الادب ان اکون متغلبین بیدای نیل (او عر بالمغض) ۶ لایق و اطلب زیادۃ الوحیہ
لن انی خائف من ان یستغنی عنی نعمکما اذ یستغنی عن عیادۃ و التحدیث
لخیر ان رحمۃ و قد اراد اللہ لک الغیر بکلیام و ترویج المنام و من بعدہ سید الانوار و
حصول المغضۃ بکرم علیہ الصلوٰۃ و السلام انتہی (مرقاۃ منہج مشکوٰۃ) حفظ۔

کتبہ عزیز الرحمن علی سنہ

۱۳ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ

احقر شرف علی ہدایت و سادہ کہ اسکے ساتھ ایک پرچہ بھی تھا اس میں لکھا تھا :
”بندہ نے جو کچھ اسکے خلق کو اس پرچہ میں ملا لایا یہی حضرت مولانا محمود حسن صاحب ہمدانی
کو سنایا ہے“

اگرچہ اس میں نہ وہی بدکامیہ ہے

”احقر کے احوال کے حق پر اس نے“

ایک ہر کہ حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حال ہے میں وہی قصص نبیۃ الصلوٰۃ
یا گدو احوال حضرت ہمدانی

حضرت مولانا کو اس دعا پر دوسرے فرقہ اہل مال ثواب کو قیاس کیا جا سکتا ہے، اس
فیصلہ میں جزو اول کو ثابت دیکھا ہے مگر عرض حق کے سبب حق پر ایمان اللفظ کا کے منہ کو
احقر دیکھا ہے۔

اگرچہ بعض علماء امت آخرین کی قہر ہی اس کی مؤید ہے، جیسا کہ دیرینہ کہ ایک کاوڈ
مترجمہ ۳۰ رمضان المبارک میں حضرت مجیبہ کدوچ کے یہ عبارت لکھی ہے :
”یہ خیال رہا کہ فقہاء تھے ہی نبیۃ الہیۃ میں کہیں زیارت قبور کا استحباب لکھا
یا نہیں؟ تلاش کرنے کی فرصت نہ ہوئی اور جو کہیں دیکھا گیا تھا صحیح نہ ملے نہ ائمہ
مولانا ہمدانی علیہ السلام نے رسالہ نور الایمان میں ایک غیر معروف کتاب غرائب
کے قلم سے اس شب میں استحباب زیارت قبور نقل فرمایا ہے اور اس پر دین
سے استدلال کیا ہے“

تحقیق شبہ برائت

اور دوسرے جزو کی نفی کی ہے ، پس میں اپنے دعوے کے جزو ثانی سے رجوع کرتا ہوں اور جزو اول کے ثبوت کے بعد بھی مخروط الخس المقادیر کے مشع کو احوط سمجھتا ہوں اور حضرات علماء کے لئے دعا کرتا ہوں جنہوں نے میری دہیری فرمائی ۔

تاکویں ”اصلاح الرسوم“ بالخصوص اس پر مطلع ہو جاویں ، اور اگر ”اصلاح الرسوم“ کہیں طبع کی جاوے اس پر میرا یہ رجوع بطور حاشیہ کے لکھ دیا جاوے ، فقط

www.elsevier.com/locate/jmb

(اموال الغنائم من ۱۳۳۶م)

(۶) قالوا له في العرش والملك فقال

[illegible]

شهر رمضان الذي المزمع فيه القيام به

مواضعِ تعالیٰ نے تصریح فرمادی ہے کہ قرآنی رمضان میں نازل ہوا ہے، پھر یہاں شبِ نزولِ قرآن کو ”یلتِ مبارک“ سے تعبیر فرمایا، سو جس نے غیر رمضان میں نزولِ قرآن کا خیال ظاہر کیا اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا فحشاء کیا، شبِ نصف شعبان کے بارے میں کوئی کافی اعتماد دہریش نہیں، نہ اس کی فضیلت کے بارے میں اور نہ اس میں تقدیر کے فیصلوں کے بارے میں، اس لئے اس بات کی طرف کوئی انتہات نہ کرو۔

② قال الإمام الفقيه رحمه الله تعالى :

قلت : وقد ذكر حمد بن ثابت قاله رضي الله تعالى عنه في كتاب الفروع ، حديثاً

انہ النبیۃ الحق یفرق فیہا کل امر حکیم لیلۃ النصف من شعبان، وانہا تسبحون لیلۃ المیزان، وقد ذکرنا قولہ والرد علیہ فی غیر ہذا الموضع، وان العنصر انما هو لیلۃ القدر علی ما یثبت، وروی حماد ابن سنان قال اخبرنا ربیعۃ بن کلثوم قال : سأل رجل رجل الحسب وادبا عنہ فقال : یا ابا سعیدہ اراءیت لیلۃ القدر وان کل من رمضان؟ قال : ای واللہ الذین لا الہ الاھو، انہا فی کل رمضان، انما النبیۃ الحق یفرق فیہا کل امر حکیم، فیما یقتضی اللہ کل خلق ورجل ورزق وعمل اولیٰ مشیئاً، وقال ابن عباس عن رضی اللہ تعالیٰ عنہما : یکتب من ام الکتاب فی لیلۃ القدر، ما یكون فی السنۃ من موت و حیات و رزق و عمل حتی المحجم، ینزل بحجم ثلاث و بحجم ثلاث، وقال فی ہذہ الآیۃ : انما انزلہ فی اللیلۃ یشترون فی الاسواق وقد وقع اسمہ فی الموعود، وھذا الابانہ احکام السنۃ انما هو للملئکۃ الموکلمین باسباب الخلق، وقد ذکرنا عن المعنی انما، وقال القائلون ان یوم یکر من العزم، وجمهور العلماء علی انہا لیلۃ القدر، ومنہم من قال : انما لیلۃ النصف من شعبان، وهو باطل لان اللہ تعالیٰ قال فی کتابہ الصافی الخاطم : انھما رمضان الذین انزل فیہم القراءۃ فنصر علی ان هیاتان نزولہ رمضان، ثم یخرج من زیارۃ اللیلۃ انما بقولہ : فی لیلۃ مبارکۃ قصہ منہم انزل فی غیرہ فقد اعظم الضریۃ علی اللہ، ولین فی لیلۃ النصف من شعبان حدث رسولہ علیہ لای فی فیہا اولاً فی نسخ الأجال فیہا فلا تلتفتوا الیہا (المجامع لاحکام القرآن مشکم ۱۶)

”کتاب العروس کے صنف نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قولی حدیث نقل کی ہے اور کہا ہے کہ آیت کریمہ : فیہا یفرق کل امر حکیم سے شب نصف شعبان مراد ہے، اس پر تفسیر کے فیض ہوتے ہیں، اور اسکا نام لیلۃ المیزان ہے ہم نے اس کا اس خیال پر رد دوسری جگہ کر دیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہ لیلۃ القدر ہے۔ حماد بن سلمہ نے کہا کہ ہمیں وہ بعیر بن کلثوم نے بتایا کہ ایک شخص نے میرے سامنے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا : کیا لیلۃ القدر ہر رمضان میں ہوتی ہے؟

انھوں نے قسم مایا :

”اے اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ! چالیس ہزار ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ یہی وہ رات ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں فیہا یفرق علیہا حیکمہ وارد ہے ، اسی میں تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں ، اللہ تعالیٰ اسی رات میں پیداؤں ، موت ، رزق اور کام و خیر ہر چیز کا فیصلہ فرماتے ہیں ۔“

دور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں :

”میلۃ القدر میں لوح محفوظ سے ساری بھری جو کچھ ہونے والا ہے لکھا ہوتا ہے ، موت ، حیات و رزق و بارش جیسی کچھ کہ فلاں فلاں شخص کو کرے گا ، تو کسی کو بازاروں میں چلتے پھرتے دیکھتا ہے حالانکہ اس کا نام اسوات میں لکھا جا چکا ہے اور یہ سال بھر کے احکام کا اظہار ان ملائکہ کے لئے ہوتا ہے جن کے سپرد اسباب خلق ہیں ۔“

اور قاضی ابوبکر ابن العربی نے کہا ہے :

”جب یہ علماء کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ میلۃ القدر ہے اور بعض کا خیال ہے کہ نصف شعبان کی رات۔ یہ خیال بالکل باطل ہے ، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پہلی اور قطعی کتاب میں فرمایا ہے :

”لشعبان و شعبان الذی کانزل فیہ القرآن“

۱۔ سو اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمادی ہے کہ قرآن رمضان میں نازل ہوا ہے ، پھر یہاں شب نزل قرآن کو ”میلۃ مبارکہ“ سے تعبیر فرمایا ، سو میں نے غیر رمضان میں نزل قرآن کا خیال ظاہر کیا اس لئے اللہ تعالیٰ پر بہت برا اقرار کیا ، شب نصف شعبان کے بارے میں کوئی قابلِ اعتماد حدیث نہیں ، نہ اس کی فضیلت کے بارے میں اور نہ اس میں تقدیر کے فیصلوں کے بارے میں ، اس لئے اس رات کی طریت کوئی اہمیت نہ کرو ۔“

(۴) قال الحافظ ابن حجر رحمہ اللہ شعبان :

”ولیلۃ النصف من شعبان کان النبیون من اهل الشام کخالک ہیں معدلتہ و مکحول و لغت میں ہا مرونہ ہر معظومہا و یستندون فیہا فی العبادۃ و تحقیق شب برات

عنہم ما شذ الناس من فضائلها وتعظيمها وقد قيل انہ بلغها مہر فی ذلک انما ذکر
اسمہ السلیمة قالما اشتهر ذلک عنہم فی البلدان باختلاف الناس فی ذلک فعنہم
من قبلہم منہم ووافقہم فی تعظیمہا ما کثر طائفتہ من حبہا واهل البصرۃ وغیرہم
وانکثر ذلک اکثر علماء الحبشیۃ زعموا وعلماء وایم انہ ملیکۃ ولعلہم جیل الروحانی من
قبیلہ من اسلام عن فقہائہ اہل الذیئۃ وهو قول اصحاب مالک وغیرہم وقالوا
ذلک کلمہ بدیۃ واختلاف علماء اہل الشام فی صفۃ احیاءہا علی قولین عندہما
انہ یستحب احیاءہا جماعۃ فی المسجد کانت خالداً فی مبدل الہ ولقد کان من قاصد
وغیرہما یلبسون فیہا احسن ثیابہم ویتبخرون ویکتحلون ویقومون فی المسجد
لیستہم ذلک ووافقہم اسخ بن راحوی علی ذلک وقال فی ثیابہا فی المساجد
حماۃ لیس فی ذلک بدعۃ ، نقلہ عنہ حروی الکوفی فی مسائکله والذی انما ذکرہ
الاجماع فوجہا فی المسجد للصلوۃ والقبضۃ والدعاء ولا یکرہ ان یصلوا الرجل
فیہا الخاصۃ لنفسہ وهذا قول الامام اعلی الشام ولقد یجزم وقالہم وهذا
حول الاقرب ان شاء اللہ تعالی وقد روو عن حماد بن عبد العزیز عن حماد بن عبد اللہ بن ابی
کثیر عن عاملہ انہ البصرۃ علیہم بأربع نیاک من السنۃ فان اللہ یفرخ فیھن الرحۃ
اخرنا انما اقل علیہ من رجب ولیلۃ النصف من شعبان ولیلۃ الفطر ولیلۃ الاضحی فانہ
صحیح من فطر فی قال الشافعی رضی اللہ تعالی عنہ بلغنا ان اللہ لا یجانب فی شئ لیس
لیلۃ الجمعة والعیدین والایام فیہم شعبان قال لا یحب کلہا حکیت علی خاتم الیل
والاحق بلایام احمد رحمہ اللہ تعالی کلام فی لیلۃ نصف شعبان ویخرج فی استحب ثیابہا
عنہم عن ابن عمر بن الخطاب عن ابن عمر بن الخطاب عن ابن عمر بن الخطاب عن ابن عمر بن الخطاب
لہ یمن علی من یشی علی اللہ علیہ وسلم اسما یمسحہ فی ذلک یمن علی من یشی علی اللہ علیہ وسلم
رووہ زید بن الاسود لا یمن وهو من التابعین فکل ذلک قیام لیلۃ النصف لیلۃ فیہا
شئ من اشی من اللہ علیہ وسلم وراوی اصحابہ وثبت فیہا عن طائفتہ من التابعین
من احیاءہ فقہاء اہل الشام (طائفتہ لیلۃ الفطر من ۴۷)

۴۷ شام کے بعض تابعین جیسے خالد بن معدان ، یحییٰ بن عمار وغیرہم شب
نصف شعبان کی تعظیم کرتے تھے ان سب میں زیادہ عبادت کرنے کی کوشش کرتے تھے

انہی سے لوگوں نے اس بات کی تفسیر اور حاکمیت کو سے لیا، اور رتوں سے کہا گیا ہے کہ ان کو اس بارے میں اس کی روایات پہنچی ہیں، جب ان کا یہ عمل مختلف شعبوں میں مشہور ہو گیا تو علماء نے اس میں اختلاف کیا، بعض نے قبول کر لیا اور اس بات کی تعلیم میں ان سے موافقت کی، ان میں بصرہ کے عابد بن وغیرہم کی ایک مختصر سی جماعت ہے، اور اکثر علماء حجاز نے اس سے انکار کیا، ان میں عطاء بن ابی رباح، عبد اللہ بن عمر بن عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے فقہ ابو یوسف رحمہ اللہ سے بھی اس طرح نقل کیا ہے، امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے اصحاب ان کو دوسرے فقہاء و رجحہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یہ سب بدعت ہے،

پھر اس شب میں عبادت کے بارے میں اہل شام کے دو قول ہیں، ایک یہ کہ مساجد میں باجماعت نوافل پڑھے جائیں، خالد بن معدان اور یحییٰ ابن حاتم وغیرہ اس رات عمدہ لباس پہنتے تھے، خوشبو لگاتے، سر نہ لگاتے اور مسجد میں باجماعت نوافل پڑھتے، اسی طرح یحییٰ راہب نے بھی ان کی موافقت کی ہے، فرماتے ہیں کہ مسجد میں باجماعت پڑھنا بدعت نہیں۔

دوسرا قول یہ کہ مساجد میں نماز، وعظ اور دعا کے لئے اجتماع مکروہ ہے، انفرادی نماز پڑھنا مکروہ نہیں، یہ قول اہل شام کے امام، نقیب، عالم، امام اور اہل رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے، اور یہی سنت سے قریب تر ہے ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ انہوں نے بصرہ میں اپنے عامل کی طرف لکھا،

”چہا ر راتوں میں عبادت سنت ہے، ان راتوں کا اہتمام کرو، ان میں اللہ تعالیٰ خوب رحمت فرماتے ہیں، جب کی پہلی رات، شبانہ کی پندرہویں، عید الفطر کی رات، عید الاضحیٰ کی رات“

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس روایت کی صحت مخدوش ہے،

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

”ہیں خیر پہنچی ہے کہ پانچ راتوں میں دعا قبول ہوتی ہے۔ جمعہ، عیدین، رجب کی پہلی اور نصف شبانہ کی راتیں، ان راتوں کے بارے میں جو باتیں بھی نقل کی

لکھنؤ میں میرا ایک دوست تھا۔

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے نصف شعبان کی رات کے بارے میں کوئی تصریح معروف نہیں، آپ سے عیدین کی راتوں کے بارے میں دور و اختیار میں :
 ایک روایت میں باجماعت قیام کو پسند نہیں فرمایا ماسکتے کہ محض واکرم صل اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشغول نہیں۔

دوسری رعایت میں اس کو پسند فرمایا ہے اس لئے کہ جہد المومنین بن زید بن الکاسور
و محمد اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا ہے اور آپؐ تا بھی، ہیں، اور اس کا پیر فقہاء اہل شام میں ہے
یعنی محمد اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت سے بھی ثابت ہے ۛ

(۴) وقال الإمام أبو بكر الطرطوشي رحمه الله تعالى عنه :

وَرَوَى ابْنُ مَرْجَانٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَا أَدْرَاكُمْ أَهْلًا مِنْكُمْ مَشِيخَةٌ وَلَا نَفْسٌ تَبْتَغِي إِلَى التَّحْقِيقِ مِنْ شَخْصَيْنِ وَلَا يَلْقَانِ إِلَّا حَلِيقَ مَكْحُولٍ وَلَا يَرَوْنِ إِلَّا فَضْلًا عَنِ مَا سِوَاهَا.

وقيل لانه ان ملكة ان ذيا بالاندي قوال ان اجريالة النصف من شعبان
اجريالة القلار، فقال : لوصفته وبيلان عصا الظربته ٢ وجكان ذيا د
قاصدا (الحوادث والبلد ج ١ ص ١٣٠)

”زیرِ پرچمِ عدل و انصاف نوازتے ہیں،“

۷۔ ہم نے اپنے شاہین و نقباء و مجاہدین اللہ تعالیٰ میں سے کسی کو بھی ایسا نہیں پایا جو نصف شعبان یا حدیث کمال کی طوالت کوئی انتفاع کرتا ہو، یہ حضرات اس رات کی روایت عامہ و اقوال پر کوئی غصہ و غضب نہیں سمجھتے تھے۔

ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہیں کہ ان کے کہنا ہے کہ:

”شب نصف شعبی کا اجر بیلۃ القدر کے برابر ہے“

یہ سن کر اس اہل عیبرہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

اگر میں اس کو یہ کہتے سناؤں تو میرے ہاتھ میں لاشی ہو تو اس کو لاشی سے

مارون: _____ ہے زیرا وقتہ نوان تھا ۵

⑤ وقال العلامة محمد بن علي النجاشي رحمه الله تعالى :

تحقیق و تفسیر برای است. IF _____

قَالَ زَيْدُ بْنُ اسْلَمٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى : مَا أَذْكَتَ السُّقْمَ مِنْ شَرِّهِ خَلْقُهُ وَلَمْ يَأْتِ
يَلْتَقِثُونَ لَنْ لَيْسَتْ الْبَرَاءَةُ وَفَضْلُهَا عَلَى غَيْرِهَا وَقَالَ ابْنُ دُحْيَةَ : أَحَادِيثُ صَلَاحِ
الْبَرَاءَةِ مَوْضُوعَةٌ وَوَاحِدٌ مَقْطُوعٌ وَمِنْ هُنَا يُخْبِرُ عَنْهُ أَنَّكَ لَنْ تَبْ فَهَلْ مِنْ حَلَامٍ
الشَّيْطَانُ (تَذَكُّرُ الْمَوْضُوعَاتِ ص ۴۵)

زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

”ہم نے اپنے مشایخ و فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی کو بھی شبہ برائت کی
فضیلت کی طرف التفات کرتے نہیں پایا۔
ابن دحیہ فرماتے ہیں :

”صلوۃ برائت کے بارے میں جتنی بھی روایات ہیں سب موقوفہ ہیں کاودان
میں سے ایک موقوفہ ہے، جو شخص ایسی روایت پر عمل کرے جس کا بھروسہ ہونا
ثابت ہو جائے تو شیطان کے خادموں سے ہے۔
⑤ آخر میں ”الحاق“ کے تحت ہے۔

ائمۃ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ :

اد پر نمبر ۲ کے تحت نمبر ۲ میں حافظ ابن دحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مطابق شبہ
نصف شعبان سے متعلق ائمۃ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال کی تفصیل یہ ہے :
حضرت امام عظیم اور آپ کے اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ ،
ائمۃ احناف رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی سے بھی نصف شعبان کے بارے میں کوئی قول
منقول نہیں۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ :

آپ سے بھی کوئی قول منقول نہیں۔

اصحاب مالک رحمہم اللہ تعالیٰ :

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ اس شبہ کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ :

آپ فرماتے ہیں :

”ہمیں خبر ہوئی ہے ۔۔۔۔۔ میں ان کو مستحب سمجھتا ہوں“

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پورے کلام پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا یہ خیال بعض تابعین و تلمیذ اللہ تعالیٰ سے پہنچنے والی روایات پر مبنی ہے، آپ کے علم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث یا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی روایت نہ تھی اس پر شواہد یہ ہیں :

① بلغنا "ابو خمر و یحییٰ ہے"

آپ کے علم میں کوئی حدیث جوتی یا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی قول جوتا تو بیان فرماتے۔
② واسمہ حب کل ما حکیت فی ہذا ۱۲ للہای

"ان باتوں کے بارے میں جو باتیں ابھی نکل کی گئی ہیں میں ان کو مستحب سمجھتا ہوں۔"
اس سے بھی ثابت ہوا کہ آپ کا قول استہاب صرف بعض تابعین و تلمیذ اللہ تعالیٰ سے پہنچنے والی روایات پر مبنی ہے، پھر وہ روایات بھی کسی پختہ سند سے آپ تک نہیں پہنچیں، اگر روایت "صیفہ فندیہ" ہے، یہاں وہ بھی نہیں اس کی بجائے "خلیت" ہے جو اس کے بھی زیادہ ضعیف ہے۔

اور حجب کی پہلی اور عیدین کی راتوں میں عبادت کی فضیلت کے بارے میں کوئی روایت بھی قابل قبول نہیں،

فَلَا الْحَافِظُ ابْنَ الْقِيَمِ رَحِمَهُ اللَّهُ يَخْلُقُ ،

کلمے حدیث فی ذکر موم رجب و سلطان یعقوب اللہی فیہ فہو کذاب مفاخری

(الذی اراد التعلیل ص ۹۶)

"پھر وہ حدیث جس میں رجب کے روزے اور اس کی کس رات میں نماز کا ذکر ہے وہ جھوٹ اور افتراء ہے۔"

علامہ شوکانی اور دوسرے ماترین حدیث کا بھی یہی فیصلہ ہے۔

قال العلامة الاحمدی :

(من احیایہذا الفطر و فیلہذا الاضحیٰ لعمریٰ قلبہ یوم تموت العنود) عروض

(مسئلۃ الفحیقۃ و الموضوعۃ ص ۱۱)

"جس نے عیدین کی راتوں میں عبادت کی اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن دل مرے گا، یہ حدیث موضوع ہے۔"

وقال ایضاً :

”من قام یلیقن اللہ یحییٰ نفسہ اللہ لہ یست قلبہ یوم تقوم السعیر“ (ضعیف حدیث)

(حوالہ بالا)

”جس نے اللہ تعالیٰ سے اجر کی نیت سے عیدین کی راتوں میں نماز پڑھی اس کا دل نہیں

مرے گا جس دن دل مرے گا، یہ حدیث بہت زیادہ ضعیف ہے۔“

حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ :

آپ سے کوئی روایت مقبول نہیں :

یہ امام ابن حجب رحمہ اللہ تعالیٰ متولی رحمہ اللہ کی تحقیق ہے، محترم محمد بن یحییٰ رحمہ اللہ تعالیٰ

متولی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے فضیلت کی روایت مقبول ہے ورنہ :

وہیبتہ الضعف لہذا فضیلتہ فی المنقول عنہ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ، وقد ذکرہ ابو احمد و

بیانہ من اصحابنا وغیرہم فی فضلیہ استبداً مشاہیر فی کتبہ الحدیث

(کتاب المعجم، کتاب الصحیح ۱۳۱۸)

یہ دونوں حضرات شہیل ہیں اور دونوں ایک ہی زمانہ میں گزرے ہیں اور دونوں ایک

ہی قسم ”دشقی“ کے ربیعہ والے ہیں، ابن شوق مقدسی ثم دشقی ہیں اور ابن حجب بغدادی

ثم دشقی۔ اس کے باوجود اپنے نام سے روایت کے بارے میں اختلاف ہے، رفع تواترنا

کی یہ صورتیں پڑھتی ہیں :

① فی المنقول عنہ من روایت مذہب مراد نہیں، روایت حدیث مراد ہے، کیا

ہو؟ اس میں کوئی ”کتبہ الحدیث“ روایت حدیث روایت مذہب کو مستلزم نہیں۔

② قیام ضعف شہان کی کوئی مستقل روایت نہیں بلکہ اس کی تخریج قیام لیلۃ

الحدیث سے کی گئی ہے، کما قال ابن حجب رحمہ اللہ تعالیٰ۔

③ ابن حجب رحمہ اللہ تعالیٰ زیادہ شہور اور زیادہ مقبول ہیں، اس لئے انکی تحقیق راجع

معلوم ہوتی ہے۔

ابن حجب رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات ابن شوق رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات سے تیس سال بعد

ہوتی ہے، اس کے باوجود روایت احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں۔ اس سے ثابت ہوا ہے

کہ وہ قول ابن شوق رحمہ اللہ تعالیٰ کے کمال کے بخوبی واقف ہو گئے، خواہ وہ ان دو محال میں سے

فقدت النبي صلى الله عليه وآله وسلم خروجه لزاماً من والتهذين ورايتي ساجدة في كبريائه في كل يوم
الرجوع إلى الله متعظراً لما التقى العاقبة من ١٣٣٢

”شعبہ نصف شعبان کی فضیلت میں اور متعدد احادیث پر ایمان میں اختلاف ہے، اکثر محدثین نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے، ایمان مہبان نے ان میں سے بعض کو صحیح کہا ہے اور یہی کتاب ”صحیح ایمان مہبان“ میں ذکر کیا ہے، ان میں سب سے بہتر حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ اس حدیث کی تخریج امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ تعالیٰ عنہا نے کی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔“

اس سے ثابت ہوا کہ جس حدیث کو ابن حبان رحمہ اللہ نے صحیح سمجھا اور اپنی کتاب میں درج فرمایا ہے وہ اس حدیث سے بھی زیادہ ضعیف ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ضعیف حدیث کے ساتھ تفصیل رسالہ "حدیث ضعیف پر عمل کرنے میں مفاسد" میں ہے۔

الحرف:

یہ وقت تو سرنگریں نصیحت کی تفصیل سے تعلق پانچ نمازیں سنا سنے تغیرات کی عبارت است۔
 لیکن باوجودیکہ تکمیل تحریر کے بعد پیش کی کتاب اقتضای اصلاحی استفہام این تہو میرا بھی مستغریں
 تفصیل تاہم ان مل کی جو درج ذیل ہے :

۶) قال الامام ابن تيمية رحمه الله تعالى :

ومن العلماء من السلك من أهل التذوق في فهم من الخلفاء ، من أنكر فضلها
وضعف في الحكماء ، والذين كانوا فيها كجدايت أن الظاهر يفسر فيها لا كذا من قبله
فهم بين كتابي . وقال : لا فرق بينهما وبين غيره .

كانت الخرافة على كثرة من اهل العلم والكره من اصحابنا وغيرهم على تعذيبها،
وعليه يدل ان فضل احمد رحمه الله تعالى، السعد والاعوان في الخرافة فيجب، وما يصدق
ذلك من الانحراف السلطانية ويرى بعض فضلاءنا في السني والسنن، وان كان قد
وضع فيها اشياء واخرى. فانما هو يوم الناس في منقذ افلا اهل له اهل افرادة مكره
واقضنا والصراط المستقيم والله اعلم

۳۰ اہل مدینہ سے علماء و صلوات اور غیر اہل مدینہ سے بھی بعض علماء و صلوات نے کہیں ولایت کی تفصیلات کا انکار کیا ہے اور اس بارے میں احادیث و روایات کو ناقابل

اعتبار قرار دیا ہے،

لیکن بہت سے یا اکثر ایسے علماء اس کی نفی صحت کے قائل ہیں، امام احمد رحمہ اللہ
تعالیٰ کی تصریح سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے، اس بارے میں متعدد احادیث اور
آثار سلف کی وجہ سے، اس بات کے بعض فضائل مسانید و سنن میں مروی ہیں
مگر یہ اس میں یقیناً کئی خود ساختہ اور منکھڑت چیزیں بھی داخل کر دی گئی ہیں۔
اس دن کے روزہ کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ نہ اس دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔
اس سے اسوہ ذیل ثابت ہو گئے :

① امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت تفصیل کا ثبوت :

ناہم یہ حقیقت نظر آنا ضروری ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایات مستند
میں ہوئی ہے اور امام ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ کی مستند حدیثیں، شریح مالکی طویل مدت
میں بھی یہ روایت امام ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ پائی جبکہ آپ مذہب غنوی
کے مشہور امام ہیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت بہت ہی فیروزہ فر ہے اس لئے امام
ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ فرمے "ولا یصرف عنہ الا امام احمد لکھ اللہ تعالیٰ کلاماً" فرمایا ہے۔

② اس سے امام ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کی مزید تائید ہو گئی اور یہ حقیقت مزید واضح
ہو گئی کہ علامہ ابن رجب مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نفس نفی صحت کے منکر ہیں، غم غنوی رحمہ اللہ تعالیٰ
کا یہ خیال صحیح نہیں کہ یہ حضرات صرف اجتماع واختلاف کے منکر ہیں، نفس نفی صحت کے قائل ہیں۔
علامہ طوسی اور علامہ شیخ رحمہما اللہ تعالیٰ کی تحریروں میں بھی نفس نفی صحت کے انکار کی
تصریح گزر چکی ہے اور نوید بن اسلم رحمہ اللہ کا یہ اوشاد بھی :

ما اذ ذکنا احمد اسد مشائخنا ونفقنا ثناء یطعنون الی لیلۃ الایامۃ وضاعا علی غیبہا۔
”ہم نے اپنے مشائخ اور رفقاء میں سے کسی ایک کو بھی ایسا نہیں پایا جو شب براءت کی
حابت کوئی انکسار کرنا ہو اور اس کو دوسری راتوں پر نفی صحت دیتا ہو۔“

نوید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ بہت جلیل القدر تابعی اور بہت بڑے محدث و فقیہ ہیں، آپ کے
مشائخ و فقہاء حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور کبار تابعین و مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں، ادا سادات
لغویہ مدینہ سی حضرات ہیں، اس لئے کہ آپ مدنی ہیں۔ واللہ۔ حناہ و تعالیٰ اعلم۔

۴۰، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸،

شبِ برات اور مسلمان

== اس زمانہ کے مسلمانوں کا ذوق ==

○ — ترک منکرات و معاصی ظاہر و باطنہ کی بجائے صرف فضائل کی طرف توجہ اور دنیا و آخرت کی صلاح و بہبود کے لئے اسی کو کافی سمجھنا، بلکہ اسی سے ولایت کے تمام درجات حاصل کر لینا۔

○ — فضائل مآثورہ کو چھوڑ کر خود ساختہ فضائل اور روایات موضوعہ کا اتباع۔

== صراطِ مستقیم ==

اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات کے مطابق دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی و کامرانی کا واحد راستہ یہ ہے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بچنے اور دوسروں کو بچانے کی کوشش کی جائے،

کی کرنا اللہ بکثرت جاری رکھنے کا اہتمام کیا جائے اور عبادتِ نافلہ زیادہ سے زیادہ کی جائیں مگر طریقِ مستقیم کے مطابق سے

بزدل و دغا فروش و صدق و صفا

و سبکدوش و سبکدوش !



ولادت ہوئی چنانچہ اس لئے وہ اس رات اور دن کو بہت مبارک سمجھتے ہیں، ولادتِ امام کی خوشی میں حلوٰ خوری اور آتش بازی کرتے ہیں، پٹانے چھوڑتے ہیں اور امام مہدی کے خلیفہ سوم حسین بن روح کے نام پر چوں میں اپنی حاجات لکھ کر کنوئیں یا دریا میں ڈالتے ہیں تاکہ وہ ان کی درخواستیں امام مہدی کے ہاں پیش کرے۔

نصف شعبان کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ و عمل بہت مشہور اور ان کی کتابوں میں مذکور ہے، جن میں سے کتاب ”تحفۃ العوام“ اس زمانے میں بہت مشہور و مقبول ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ولادتِ مہدی کا خیال ہی سرے سے باطل اور ان کا من گھڑت افسانہ ہے چہ جائیکہ اس کی نصف شعبان کی طرف نسبت۔ مذہبِ شیعہ میں تیسرے امام ”حسین“ کے سوا ہر امام کا امام ہونا کی اولاد میں ہونا ضروری ہے، اور اصول کافی وغیرہ کی تصریح کے مطابق گیارہواں امام ”حسن عسکری“ لا ولد تھا، حکومت نے پوری تفتیش اور مکمل تحقیق کے بعد اس کو لا ولد قرار دیکر اس کے بھائی کو میراث دلائی۔

شیعہ کو اپنے اس عقیدہ کے مطابق حسن عسکری کی اولاد سے بارہواں امام ثابت کرنے کی مشکل پیش آئی تو اس کو حل کرنے کے لئے یہ افسانہ گھڑا کہ حسن عسکری کے انتقال سے چار یا پانچ سال پہلے اس کے گھر امام مہدی پیدا ہوا جو عوام کو نظر نہیں آتا تھا اور حسن عسکری کے انتقال سے دس روز پہلے صرف چار یا پانچ سال کا یہ بچہ چالیس ہاتھ لبا اور اونٹ کی دان جتنا موٹا قرآن اور تمام انبیاء سابقین علیہم السلام پر نازل شدہ کتابیں اور وہ سارا سامان جو ہر امام کے پاس رہتا تھا سب اٹھا کر غارِ صرمنِ رازی میں غائب ہو گیا،

یہ پوری تفصیل اصول کافی میں کئی مختلف ابواب میں ہے۔
 بزرگ شیعہ مہدی کی غیبتِ صغریٰ کی ابتداء سے غیبتِ کبریٰ تک
 اس کے چار نائب علی المرتضیٰ گزرا ہے ہیں جن کو مہدی کے مقام رہائش
 کا علم تھا :

① ابو عمر عثمان بن سعید

② محمد بن عثمان بن سعید

③ حسین بن روح

④ علی بن محمد

حاجتِ برادری کے لئے پہلے دو کو غالباً اس لئے پسند نہیں کیا کہ
 اول کا نام عثمان ہے اور اس نے اپنے ایک بیٹے کا نام عمر رکھا۔
 دوسرے نائب کو اس لئے چھوڑا کہ نائبِ اول "عثمان" کا بیٹا ہے۔
 شیعہ ولادتِ مہدی کی خوشی میں اس رات حلو انوری کیے ہیں۔
 مسلمانوں کو یوں دھوکا دیا :

"مہس تا یخرج میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک
 شہید ہوا تھا اس لئے حلو ا کھاؤ :

حالاً حکم وہ غزوہ اعد کا واقعہ ہے جو شوال میں ہوا ہے ، پھر یہ بھی
 عجیبِ عشق ہے :

"محبوب کا دانت شہید ہوا تم حلو ا کھاؤ :

۵ ہم ذرا پار میں قفلِ تھل کے باقی ہو گئے
 اتنے تھلے اتنے تھلے رستم کے ساتھی ہو گئے

واللہ، العاصم من العاصم

۲۱ شعبان ۱۴۱۱ھ ہجری

نصف شعبان میں ایصالِ ثواب

سوال : شعبان کی ہند ہویں راتِ تقیرستان میں جانے اور اموات کو ایصالِ ثواب کر دینا عام دستور ہے، اس بارے میں سرایت کا کیا حکم ہے ؟ بیٹو! بوجہ

ال جواب : ہاں، ملاحظہ فرمائیے

امداد الفتاویٰ میں اس پر طویل بحث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے :

مولانا محمد صدیق صاحب کا مذہبی و رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مطابق اس رات میں ایصالِ ثواب ثابت نہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بقیع شریف لہجہ اور دعا ثابت ہے مگر یہ اس رات کی خصوصیت نہ تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندانہ کا معمول اور عادت مستمرہ تھی۔

حدیث شریفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آخر میں نصف شعبان کے ذکر سے اس رات کی تخصیص معلوم ہوتی ہے مگر بقول ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس روایت کی تضعیف فرمائی ہے، اس روایت میں نصف شعبان کی زیادتی میں حجاج مستفرد ہے جو بیوی الحفظ اور مخرج ہے، علاوہ ازیں اس میں دو جگہ القطاع ہے، حجاج کو بھیجیے اور بھیجی کو عردہ سے سماع حاصل نہیں۔

اس زیادتی کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو بھی اس سے استدلال صحیح نہیں، اس لئے کہ اس میں خروج الی البقیع کی وجہ بتانا مقصود نہیں بلکہ وقت معبود سے قبل خروج کی وجہ بتانی گئی ہے، عادتِ مستمرہ آخر

میل میں خروج کی تھی مگر اس شب ازل ییل میں خروج ہوا، اس لئے کہ
دوسری راتوں میں سماء دنیا کی طرف نزول آخر ییل میں ہونا ہے اور اس
شب ابتدا ییل سے ہی ہو جاتا ہے، اس لئے قبرستان میں جا کر دعا کرنے
کو اس رات کے احکام و فضائلی میں شمار کرنا صحیح نہیں۔

دوسرے علماء قبرستان جا کر اسوات کے لئے دعا کرنے کو حدیث مذکور کا
مدلول قرار دیکر استہباب کے قائل ہیں، مگر فساد اعتقاد و تباہی عملیہ کے
پیش نظر قبرستان جانے سے منع فرماتے ہیں۔

ایصالِ ثواب کے لئے اس شب کی تخصیص کے عدم ثبوت پر سب کا اتفاق ہے
اس شب کی فضیلت بی وجہ سے اس میں صدقہ کرنے میں مضایفہ نہیں، مگر
عوام کے زعم تعین و تخصیص کی وجہ سے اس سے منع فرمایا ہے۔

حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے بہشتی زیور اور اصلاح الرسوم میں ایصال

ثواب کی سفیت تحریر فرمائی ہے جس سے امداد الفتاویٰ میں رجوع کا احکام
فرمایا ہے اور یہ ہدایت فرمائی ہے کہ اصلاح الرسوم کیسے طبع کی جائے تو اس
مقام پر یہ رجوع بطور حاشیہ لکھ دیا جائے۔

امداد الفتاویٰ جلد چہارم کی ابتداء میں طویل بحث کے بعد آخر میں
اکابر علماء دیوبند کا فیصلہ درج ہے جس کا خلاصہ اوپر لکھ دیا ہے اور رسالہ
”تحقیق شب براءت“ میں یہ فیصلہ پورا نقل کر دیا ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

۸ شعبان ۱۳۱۱ھ





مَنْ لَمْ يَرْوِ كَلِمَةً بَلَّغًا أَوْ نَحْوَهَا مِنْ مَعْنَى رَسُولِ اللَّهِ (مسلم)
انسان کے ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جو بات بھی مئے اللہ تحقیق پہنچا کر دے



حَدِيثٌ ضَعِيفٌ

پر
عمل کرنے میں مفاسد



حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

اصول حدیث میں ایک بہت اہم قاعدہ

حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ کی تفسیحات

عقل سلیم و فہم سلیقہ

تفسیرات زمانہ پر فقیہانہ نظر

اپنے موضوع میں منفرد تنقید پرے مثال تحقیق



حدیث ضعیف پر عمل کرنے میں مفاسد

تالیف: خاتون العیوب ————— رمضان ۱۳۱۱ھ

تاریخ: اشاعت ————— ۱۳۱۲ھ

عام طور پر مشہور ہے کہ فضائل میں حدیث
ضعیف پر عمل کرنا جائز ہے۔

اس رسالہ میں

حدیث، اُصول حدیث و اُصول فقہ سے
ثابت کیا گیا ہے کہ یہ حکم عام ضعیف بلکہ اس کے لئے
بہت سے قیود و شروط ہیں جو اس زمانہ میں مفقود ہیں
لہذا الفضائل میں بھی حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز
نہیں۔



عمل بالحدیث الضعیف میں مفاسد

سوال : مشہور ہے کہ فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے، کیا یہ مطلقاً صحیح ہے یا اس میں کوئی تفصیل ہے؟ بیڈنوا تو کرو!

الجواب : ہاں، مگر ماہر الصنعاۃ

ضعیف حدیث پر عمل کرنے میں، مندرجہ ذیل مفاسد ہیں :

① اس میں یہ شرط ہے کہ اس عمل کو سنت نہ سمجھا جائے،

اور حال یہ ہے کہ جو مآثر و مسائل جو اس بلکہ مشہور علماء اور مفتی حضرات بھی ایسے اعمال کو سنت سمجھتے ہیں، یا خصوصاً شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کتاب ”ما شہد بالسنۃ“ کا نام دیکھ کر اس میں مذکور سب اعمال کو سنت سمجھا جاتا ہے، حالانکہ اس میں اکثر روایات اسی قسم کی ہیں۔

② یہ شرط بھی ہے کہ روایت ضعیف سے کوئی حکم شرعی ثابت نہ کیا جائے،

اور اعتقاد فضیلت حکم شرعی ہے البتہ خیال فضیلت حکم شرعی نہیں۔

③ یہ شرط بھی ہے کہ روایت میں ضعف شدید نہ ہو،

اور فضائل سے مقلد اکثر روایات کا حال یہ ہے کہ صرف ضعیف شدید ہی نہیں، بلکہ

موضوعہ ہیں، بیشتر یہ موضوع ہونے کی تو صاحب فن نے تصریح فرمائی ہے اور بقیہ کے بارے میں بھی بوجہ ذیل یہی ظن غالب ہے۔

① ان کے روادع وضلع، رد الفض اور صوفیہ میں،

وضع احادیث میں رد الفض کا کردار اتنا واضح اور اس قدر شہید ہے کہ مزید وضاحت

کی حاجت نہیں، علاوہ ازیں اس کی تفصیل تحریر میں لانے کے لئے مختصر مضمون کافی نہیں، دفاتر کے دفاتر و کار ہیں۔

وضع احادیث کے فن میں صوفیہ کے کارناموں سے بھی کتب حدیث و رجال بھری

پڑی ہیں۔

قال الامام مسلم رحمه الله تعالى :

قال يحيى بن سعيد القطان رحمه الله تعالى امرنا الصالحين في شؤهم
الكذب منهم في الحديث (ان قوله) امرنا اهل العقيدة في شؤهم الكذب يظهر
في الحديث قال مسلم يقول يجرى الكذب على لسانهم ولا يتعدون
الكذب -

وقال العلامة العثاونة رحمه الله تعالى :

قال عياض رحمه الله تعالى وقد يقع في الكذب على رسول الله صلى الله
عليه وسلم من ثلث عليه العبادۃ وهو يمكن معه علم فيض الحديث في
فضائل الانعام ووجوه البر ويتساهلون في رواية ضعیفها ومنكرها و
موضوعها كما قد حكى عنه كثير منهم واعترف به بعضهم وهو يحسبون
لقلة عامهم انهم يحسبون ضعفاهم والمخاليات في هذا الباب كثير ذكر
في هذا منها السيوطي رحمه الله تعالى في القدر (رب) - (فتح الملاحم ج ۱)
(۴) چوتھی صدی تک ان روایات کا وجود نہیں ملتا، صرف متأخرین کی تصانیف
میں ہی، مثلاً شیخ عبد القادر (انی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب "غنیۃ الطالبین"
ابوطالب بنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی "تربۃ القلوب" امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی
"احیاء العلوم" - "وادی القادس" "کیمیائے سعادت" حافظ جلال الدین سیوطی
رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف، الشیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی "ماشبہ بالسنة"
کتاب مسند میں ہیں کسی حدیث کا وجود نہ ملتا اسکی موضوع ہونے کی دلیل ہے،
قال الامام البیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ :

من جدد اليوم بخلافه لا يوجد عند الجميع لا يقبل (فتح المغیث ص ۱۱)
مقدمۃ ابی القلاص ص ۱۱

وقال الشاء ولی رحمہ اللہ تعالیٰ :

ولم یجد احدی شیء کہ نام و نشان آنہا در قرون سابقہ معلوم نہ ہو و متأخرین
ان کا روایت کردہ اند پس حال آنکہ ان دو شق خالی نیست یا سبب نقص ہر دہ
و انہا را اصل نیافتد اند تا مشغول بروایت آنہا می خندند یا آنکہ و در ان قدحی

وعلیٰ دینہ کہ باعث شدہ ہمہ آنها را بر ترک رعایت آنها،
 وعلیٰ علیٰ نقلاً یسریں احادیث قابل اعتماد نیستند کہ روایات عقیدہ یا عملی
 یا نہایت مسک کردہ شود و لیکن ما قال بعض الشیوخ فی لسانی ہذا ۵
 فان کنت لاتلاوی فلتک مصیبة
 وان کنت تلاوی فالتلاوی فالتلاوی

واین قسم احادیث را بسیار سے از محدثین زور است و بہت کثرت طرق این احادیث
 کہ درین قسم کتب موجودند مغرور شدہ حکم بر قوا اثر آنها نودہ و در مقام قطع و یقین بدان
 تسک جستہ برخلاف احادیث طبقات اولی و ثانیہ و ثالثہ مذکورہ ہر آورده اند و درین
 قسم احادیث کتب بسیار مصنفہ شدہ اند۔ (الی قولہ) وایہ تصانیف شیخ جلال الدین
 سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ در رسائی و نواد خود ہمین کتابہاست (مجالہ نافعہ ص ۷)

امام اہلبیت رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۲۰ھ یا پانچویں صدی کے نصف اول میں گز سے ہیں،
 تیسری صدی میں امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے فہم پر پورے
 اسلامی قلم رزم میں جلیل القدر محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے خوب محنت و جانفشانی اور بہت تنقیر
 عقیدہ سے تدوین حدیث کا کام مکمل کر لیا تھا، اس لئے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے
 ارشاد فرمودہ اصول کے مطابق چوتھی صدی میں پیدا ہونے والی روایات بھی قطعاً راجعہ میں
 داخل معلوم ہوتی ہیں، مزید توسیع سے کام لیا جائے تو پانچویں صدی کی روایات تو اسام بیانی
 رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح کے مطابق یقیناً ناقابل قبول ہیں۔

کتب مذکورہ کی روایات کے غلبہ بہتہ میں نے ہر صوفی دلیل نہیں کہ متقدمین کے ہاں
 ان کا کوئی شواہد نہیں ملتا بلکہ اس سے بھی بڑی آفت یہ ہے کہ ان کے رواۃ، وضاع
 رواۃ ضعیف، صوفیہ، متاگیر و مجاہدین ہیں، ان کا حفظ احادیث لہ مستکہ من فہم الرجال۔

۲۷ رجب، ایلا عرفہ والعیون میں عبادت کی فضیلت سے متعلقہ روایات
 سب اسی قسم کی ہیں، نصف شعبان کے بارے میں بھی اکثر روایات کا یہی حال ہے۔

یہ صیح ہے کہ روایات ضعیفہ کے تعدد سے ثبوت آجاتی ہے مگر کتب مذکورہ کے بیشتر
 رواۃ ایچہ ہیں کہ ان بیسویں کا عدد ہزار سے بھی بڑھ جائے تو بھی ان پر اعتماد کرنا جائز
 نہیں، التحذیر لا یزید الا حجتاً۔

ادھر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق گزر چکی ہے کہ ایسی روایات کو حدیث سے محدثین بھی مستورات شمار کر لئے گئے ہیں جن کا اصلاً کوئی ثبوت ہی نہیں۔

۲۷ رجب کی تو کوئی فضیلت ہے ہی نہیں۔ اس سے متعلق سب روایات ووافض کی ضمانہ فراہم ہیں۔

نفعت شعبان کے بارے میں اکثر روایات موضوع ہیں، بعض ضعیف ہیں ان کے بارے میں اختلاف ہے، بعض علماء نے ان کو بھی رد کر دیا ہے۔ جہور ان روایات کے ہاشمی نظر اس شعب کی فضیلت اور اس میں عبادت مطلقہ کے استحباب کے قائل ہیں اس بات میں ایضاً ثواب اور دن کارندہ بالاتفاق ثابت نہیں، اس زمانہ میں قبرستان بنانا بھی بالاتفاق منوع ہے تفصیل رسالہ تحقیق شعب برادرت ۵ میں ہے۔

شعبِ حرہ وعبید بن کی فضیلت ثابت ہے مگر کس بات یا دن کی فضیلت سے کس میں کس عبادت غیر ثورہ کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی، بلکہ اس کی تفصیل سے صراحۃً ممانعت وارد ہوتی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تفتخروا ليلة الجمعة بقيام من بعد يوم
الايام ولا تفتخروا يوم الجمعة بصيام من ياتي الايام (مسلم)

والله هو الغاصم من المحدثات في الدين

۴ رمضان سنہ ۱۴۱۱ھ

